مقالات ومضامین

امریکی یہودی اور عالم اسلام

تنویر قیصر شاہد

اسرائل کے یہودیوں کے مفادات کے تحفظ اور اسرائیل کے استحکام کی اصل جنگ امریکہ میں مقیم یہودی لڑتے ہیں۔ اسرائیل میں وقوع پذیر ہونے والے معمولی سے معمولی واقعہ کے ردعمل میں امریکی یہودی یک مشت ہو جاتے ہیں۔

گرمیوں کا موسم ہو یا سردیوں کا، موسلا دھار بارش برس رہی ہو یا برفباری کا طوفان امنڈ آیا ہو، ورجینیا، کیلی فورنیا اور لاس اینجلس جیسی معروف امریکی ریاستوں میں آپ کو جہاں بھی سیاہ کوٹ، لمبی لمبی ڈاڑھیاں، سر پر سیاہ فلیٹ ہیٹ اور دائیں کان میں لٹکتی بھاری بھر کم بالوں کی لٹ والے سفید فام مرد نظر آئیں، سمجھ لیجئے یہ امریکی یہودی ہیں۔ سینکڑوں سال سے یہودی امریکہ میں آباد ہیں، مگر آج تک انہوں نے اپنے رہن سہن، ثقافت، زبان اور کلچر کو تبدیل نہیں کیا اور نہ ہی کسی بھی اعتبار سے امریکی سوسائٹی میں مدغم ہونے کی دانستہ کوشش کی ہے۔ وہ امریکہ کے جس کسی شہر میں رہیں، کوشش کرتے ہیں کہ ایک مخصوص علاقے میں رہیں۔ نیویارک میں بروکلین میں ''بورو پارک'' اور ''کراؤن ہائٹس'' کا علاقہ ان کے لئے مخصوص سمجھا جاتا ہے، اسی علاقے میں ان کے عبادت خانے، سکول اور کالج موجود ہیں۔ یہودی امریکہ کب پہنچے؟ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کہتا ہے کہ کولمبس کے ساتھ ہی چند یہودی امریکہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ انسائیکلو پیڈیا کے الفاظ کچھ یوں ہیں............

''کولمبس چونکہ نہیں جانتا تھا کہ وہ جہاں جا رہا ہے، وہاں اس کو وحشی لوگ ملیں گے یا مہذب لوگ، اس نے اپنے جہازوں پر سستا اور معمولی سامان لاد دیا، تاکہ وہ وہاں کے قدیم باشندوں سے سونا حاصل کر سکے مگر اس کے ساتھ اس نے ایک ایک شخص لوئی دی تورکو اپنے ساتھ جہاز میں بٹھایا، جو کہ ایک یہودی تھا۔ یہ یہودی عبرانی اور کلدانی کے علاوہ کچھ عربی زبان بھی جانتا تھا۔ اس ضرورت کے پیش نظر کہ شاید وہاں ''عظیم خان'' سے اس کی ملاقات ہو جائے۔

1996 کی مردم شماری کے مطابق امریکہ کی کل آبادی ساڑھے چھبیس کروڑ ہے۔ مذہبی اعتبار سے یہودی دوسرے نمبر پر آتے ہیں۔ ان کی کل آبادی چھ ملین بتائی جاتی ہے۔ اس قلیل تعداد کے باوجود وہ اکثریتی امریکیوں کے مقابلے میں انتہائی طاقتور اور دولت مند سمجھے جاتے ہیں۔ ان کی کامیابی کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے سے انتہائی تعاون کرتے ہیں، محنتی اور دیانت دار ہیں اور مثالی حد تک منظّم بھی۔ امریکہ کے کلیدی اداروں کے مالک اور سربراہ ہیں۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر ان کی گرفت انتہائی مضبوط ہے اور امریکہ کے مرکزی مالی ادارے ان کی ملکیت ہیں۔ امریکہ کے

ممتاز ڈاکٹر، وکیل اور اخبار نویس بھی یہودی ہیں۔ یہ مقام حاصل کرنے کے لئے انہوں نے خود کو فروعی اور غیر ضروری سرگرمیوں سے بچا کر رکھا ہے۔ مقامی عیسائی امریکی بھی ان کی طاقت سے خائف، ان کی دولت مندی سے حاسد اور ان کی روز افزوں وسائل اور اثرات سے عاجز ہیں، مگر ان کا راستہ روکنے اور ان کو نقصان پہنچانے کے لئے خود کو بے بس سمجھتے ہیں۔ کسی بھی امریکی صدر کے انتخاب، کانگریس وسینٹ کے اہم ترین ارکان کو اسرائیل کی جا و بے جا خواہشیں اور ضرورتیں چار و ناچار پوری کرنی پڑتی ہیں۔ اس پس منظر کے پیش نظر اگر ہم یہودیوں کے فسلطین پر غاصبانہ قبضے، فلسطینیوں پر اسرائیلی یہودیوں کے مظالم اور مشرق وسطی میں اسرائیل کی زیادتیوں پر امریکہ کی مجرمانہ خاموشی کو دیکھیں تو منظر صاف دکھائی دینے لگتا ہے۔ 1996ء کے وسط میں نیویارک میں اقوام متحدہ کا پچاس سالہ جشن منایا گیا۔ اس جشن میں شرکت کے لئے دنیا بھر کے چیدہ حکمران اور سیاستدان آئے۔ نیویارک کے میئر اڈولف جولیانی نے ایک شام اسرائیل کے سابق وزیر اعظم نیتین یاہو سمیت دوسرے عالمی لیڈروں کو کھانے پر مدعو کیا۔ سب سے زیادہ آؤ بھگت اسرائیلی وزیر اعظم کی کی جا رہی تھی۔ اس دعوت میں شرکت کے لئے جب یاسر عرفات وہاں پہنچے تو جولیانی کے جیالوں نے امریکی یہودیوں کے ایماء پر عرفات کے خلاف نعرہ بازی کی اور نہیں ''قاتل اور دہشت گرد'' کہا گیا۔ یہ حرکت عالمی سفارتی آداب کے منافی تو تھی ہی، میزبانی کے بنیادی آداب اور اخلاق کے بھی خلاف تھی، مگر جولیانی نے نیویارک کے یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے اس پر بس نہ کیا، بلکہ یاسر عرفات کو مجلس سے نکال دیا۔ اس پر نیویارک کے مسلمانوں نے زبردست مظاہرہ کیا، مگر جولیانی کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ کچھ دنوں بعد مسٹر جولیانی ایک جلسے میں شریک ہونے کے لئے ایک سکول پہنچا تو ایک پاکستانی ٹیکسی ڈرائیور نے اس پر حملہ کر دیا۔ گرفتاری کے وقت اس نے بتایا کہ میں نے جولیانی پر اس لئے حملہ کیا ہے کہ اس نے یاسر عرفات کو بھری دعوت میں ذلیل کرنے کی کوشش کی تھی، حیرت کی بات ہے کہ نیویارک میں بسنے والے ہزاروں فلسطینیوں اور مشرق وسطی کے مسلمانوں نے اس ضمن میں ایک لفظ تک منہ سے نہ نکالا۔ اسرائیل کے یہودیوں کے مفادات کے تحفظ اور اسرائیل کے استحکام کی اصل جنگ امریکہ میں مقیم یہودی لڑتے ہیں۔ اسرائیل میں وقوع پذیر ہونے والے معمولی سے معمولی واقعہ کے ردعمل میں امریکی یہودی یک مشت ہو جاتے ہیں۔ 1994ء کے رمضان المبارک میں اسرائیل کے علاقے Herbon میں مسلمان تراویح کی نماز ادا کر رہے تھے کہ اچانک ایک یہودی ڈاکٹر گولڈسٹین نے مسجد میں فائرنگ شروع کر دی، جس کے نتیجے میں چالیس کے قریب نمازی شہید اور ان گنت شدید زخمی ہو گئے۔ بعد ازاں قاتل گولڈسٹین نے خود بھی اپنی ہی گن سے خودکشی کر لی۔ یہ شخص کچھ عرصہ قبل تک نیویارک میں مقیم تھا اور انتہا پسند یہودی کے طور پر جانا پہچانا جاتا تھا۔ اس کے قبیح فعل پر نیویارک اور امریکہ کی دوسری ریاستوں میں مقیم یہودیوں نے کسی بھی قسم کا کوئی بھی مذمتی بیان نہ دیا، لیکن اس کی خودکشی کے واقعہ کو خوب پروجیکشن دی۔ اسے ''شہید'' کے نام سے یاد کیا گیا۔ اس کے جنازے میں شرکت کے لئے اٹھارہ سو یہودی فوری طور پر ہیرون پہنچے اور اسے خراج عقیدت پیش کیا۔

امریکہ میں یہودیوں کے تین بڑے فرقے آباد ہیں، جنہیں آرتھوڈوکس، کنزرویٹو اور ریفارم کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے .... مگر آج تک امریکہ بھر میں کوئی ایسا واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوسکا جس کی موجودگی میں یہ کہا جاسکے کہ ان فرقوں کے افراد نے ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کی کوش کی ہو۔ ان کے مابین کبھی دھینگا مشتی، مار دھاڑ اور کفر کے فتوے دیکھنے اور سننے میں نہیں آئے۔ ایک فرقے پر حملہ بھی فرقوں پر حملہ تصور ہوتا ہے۔ وہ قومی اور نسلی اعتبار سے انتہائی یک جہت اور منظم ہیں۔ امریکی حکومت اور امریکی سوسائٹی پر یہودیوں کا کیسا اثر اور غلبہ ہے، اسے سمجھنے کے لئے صرف یہی جان لینا کافی ہوگا کہ اکثریت کے مذہبی اور قومی تہواروں میں کبھی یہ لوگ پروا نہیں کرتے۔ کرسمس ہو، ایش ونز ڈے ہو، گڈ فرائی ڈے اور ایسٹر جیسے تہوار ہوں، ان مواقع پر جب امریکہ بھر میں چھٹی ہوتی ہے، یہودی اپنے دفاتر، دکانیں اور اسٹور کھلے رکھتے ہیں، مگر حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جب یہودیوں کے مذہبی تہواروں (مثلاً اس اوور، راش حاشانہ، یوم کپور اور چانخا) کا موقع آتا ہے تو امریکہ کے تمام پرائیویٹ اور سرکاری اداروں کے دروازے بند ہوجاتے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ یہودیوں کے تہوار نے امریکی تجارت اور کاروبار کا پہیہ ساکت اور جامد کر کے رکھ دیا ہے۔ اپنے سیاسی اور مذہبی حقوق کے تحفظ اور اپنے آپ کو منوانے کے لئے امریکی یہودیوں نے ایک طویل جنگ لڑی ہے۔ وہ کسی بھی یہودی (خواہ وہ غریب ہو یا امیر، معمولی ہو یا غیر معمولی) سے زیادتی سے صرف نظر نہیں کرتے۔ اس کا فوری اور موثر ردعمل ظاہر کرتے ہیں۔ 1994ء میں آسٹریلیا کے شہر ملبورن سے دو یہودی بھائی نارمن روزن بام اور یانکیل روزن بام سیر کی غرض سے نیویارک آئے۔ ایک شب جب کہ وہ دونوں مین ہیٹن کے سیر سپاٹے سے واپس آرہے تھے، ایک سنسان گلی میں ایک کالے نے ان پر خنجر سے حملہ کردیا۔ ایک بھائی یانکیل تو موقع پر ہلاک ہوگیا، جبکہ دوسرا شدید زخمی ہوا۔ قاتل سیاہ فام لیمرک نیلسن جونیئر دوسرے روز پکڑا گیا، مقدمہ شروع ہوا ،مقتول کا بھائی آسٹریلیا واپس چلا گیا۔ اس کی غیر موجودگی میں تین ماہ بعد قاتل کو شک کا فائدہ دے کر عدالت نے بری کردیا۔ اس فیصلے پر امریکی یہودیوں نے شدید ردعمل ظاہر کیا اور مقدمے کو از سر نو سپریم کورٹ میں لے گئے اور مقتول کے بھائی کو آسٹریلیا سے نیویارک بلایا گیا اور اسے کہا کہ اس مقدمے کے تمام اخراجات امریکہ میں آباد یہودی کمیونٹی برداشت کرے گی، بس تم ہر پیشی پر نیویارک آجایا کرنا۔ اس کے بعد آسٹریلیا سے نیویارک آنے جانے کے تمام اخراجات بھی یہودی کمیونٹی نے ادا کرنے کا اعلان کیا۔ یہ مقدمہ تین سال چلتا رہا۔ اس دوران مقتول کا بھائی نارمن روزن بام اکیس مرتبہ ملبورن سے نیویارک آیا۔ آخر جنوری 1997ء میں اس مقدمے کا فیصلہ کردیا گیا۔ جس میں کالے امریکی ملزم کو سزائے موت سنائی گئی تھی، تب امریکہ کے یہودیوں نے چین اور سکھ کا سانس لیا۔ اس مقدمے کے دوران امریکی یہودی پر امن رہے۔ انہوں نے کبھی غیر محتاط لفظ استعمال کئے نہ کالے امریکیوں کے خلاف مظاہرے کئے اور نہ جلوس نکالے، انہوں نے قانون کی جنگ لڑی، مگر قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیا۔

عالمی سطح پر امریکی یہودیوں کی سازشوں اور ساری دنیا پر یہودی غلبے کی اندرون خانہ کوششوں کو چند امریکی دانش وروں اور محققوں نے بے نقاب کیا ہے، ان میں پال فنڈلے، گولڈ برگ اور نوم چامسکی خاصے معروف اور سرفہرست خیال کئے

جاتے ہیں، مگر ان کوششوں سے خود مصنفین کو خاصا نقصان پہنچا۔ مثلاً پال فنڈلے نے کتاب لکھی تو اسے یہودیوں کی اس قدر مخالفت کا سامنا کرنا پڑا کہ اسے ہمیشہ کے لئے سینٹ کی نشست سے ہاتھ دھونے پڑے۔ گولڈ برگ نے Jweish Power نامی کتاب لکھی تو اسے جارج ٹاؤن یونیورسٹی کی پروفیسری سے دستکش ہونا پڑا۔ نوم جامسکی ایسے معتبر اور وقیع دانش ور کا امریکی یہودیوں نے یہ حال کیا کہ آج تک ''نیویارک ٹائمز'' کے دروازے اس کے لئے بند ہیں۔ واضح رہے ''نیویارک ٹائمز'' کا مالک بھی ایک یہودی تھا، جو تقریباً سوا سو سال پہلے مشرقی یولینڈ سے کوچھوڑ کر نیویارک میں آباد ہو گیا تھا۔ آج بھی اس اخبار کے بیشتر حصص یہودیوں کے زیر تصرف ہیں۔ ہر اسرائیلی وزیر اعظم کی امریکہ میں خاصی تکریم اور آؤ بھگت کی جاتی ہے..... مگر اسرائیل کے سابق وزیر اعظم نیتن یاہو، کی عزت وحرمت تو سب پر سبقت لے گئی تھی۔ یاہو، خاصا عرصہ امریکہ میں وزیر اعظم بننے سے قبل رہائش پذیر رہا ہے۔ یہودیوں کے موثر پروپیگنڈے کی وجہ سے امریکی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ امریکہ یاہو کا دوسرا مادری وطن ہے۔ یاہو انتہائی کٹر اور متعصب یہودی ہے اور جارج اسرائیل کا ماڈل نمائندہ بھی۔ مسلمانوں سے نفرت کرنے والا، اس کے برسر اقتدار آتے ہی مشرق وسطیٰ کی امت مذاکرات، خصوصاً فلسطین کے حوالے سے، خطرے میں پڑ گئے۔ چند سال پہلے اوسلو اکارڈ کے حوالے سے فلسطین کو جو مراعات دینے کا وعدہ کیا گیا تھا، یاہو نے اقتدار میں آتے ہی ان سے انکار کر دیا۔ حالات بگڑ گئے اور مشرق وسطیٰ کا امن، بم کا دھماکہ بننے لگا تو سابق امریکی صدر بل کلنٹن نے یاسر عرفات اور یاہو کو واشنگٹن بلا دیا۔ مصری صدر حسنی مبارک کو بھی آنے کی دعوت دی، مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ انہوں نے ہفت روزہ ''ٹائم'' کی معرفت انٹرویو دیتے ہوئے عرفات کو بھی مشورہ دیا کہ وہ واشنگٹن نہ ہی جائیں تو بہتر ہوگا کہ وہ امریکی یہودیوں کی ذہنیت سے بخوبی آگاہ تھے۔ بہرحال عرفات اور یاہو واشنگٹن پہنچ گئے۔ اردن کے شاہ حسین مرحوم بھی درمیان داری کے فرائض سرانجام دینے کے لئے بن بلائے وہائٹ ہاؤس کے لان میں ٹہلنے لگے۔ عرفات اور یاہو میں ملاقات ہوئی، مگر بے ثمر۔ اس دوران نیویارک اور واشنگٹن ڈی سی میں ہر جگہ یاہو کی خوب مدارات ہوئیں اور یہودیوں نے امریکہ بھر میں پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کی وساطت سے یہ کامیاب تاثر دیا کہ یاہو ان کا بھی نمائندہ ہے اور تمام امریکی یہودیوں کی ہر قسم کی اعانت اسے حاصل ہے۔ اس کے مقابل عرفات اور شاہ حسین کو کسی نے پوچھا تک نہیں۔ یہ امریکی یہودیوں کی تمام تر اور بھرپور اعانت کا ہی کرشمہ ہے کہ نیتن یاہو مشرق وسطیٰ کے دولت مند مسلمان حکمرانوں کو ایک بھیڑیئے کی طرح للکار اور غرا رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی پیٹھ پیچھے امریکی یہودیوں کی دولت، پروپیگنڈہ اور سیاسی اثر ورسوخ ایک مضبوط اور کارآمد پشتے کی طرح ہے۔

امریکی یہودی اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ امریکہ کے ہر بڑے شہر میں ان کے اپنے ذاتی سکول، کالج، یونیورسٹیاں اور ہسپتال ہیں، جہاں کا زیادہ تر عملہ یہودی ہے۔ اس حوالے سے ان کے بچوں کو اجنبیت کا احساس نہیں ہوتا۔ سکولوں میں خصوصاً یہودی بچوں کو خصوصی توجہ دی جاتی ہے اور نصاب کے مرتب کنندہ بھی زیادہ تر یہودی ہیں، جو

انہیں اپنی مذہبی روایات کی روشنی میں آگے بڑھاتے ہیں۔ نیویارک ریاست، جسے جرائم کا مرکز کہا جاتا ہے، میں یہودی مجرموں کی شرح صفر فی صد ہے۔ نیویارک شہر میں جہاں رات گئے تک سفید فام امریکیوں اور کالے امریکیوں اور ایشیائیوں کے بچے آوارہ گردی کرتے نظر آتے ہیں، غیر اخلاقی حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں، چوری اور قتل جیسی بھیانک وارداتیں کرتے ہیں، وہاں آپ کبھی کسی امریکی یہودی کے بچے کو نہیں دیکھیں گے۔ شام آٹھ بجے کے بعد کوئی امریکی یہودی لڑکی اور لڑکا سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر نظر نہیں آئے گا۔ یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ امریکی یہودیوں کا ایک فرقہ اپنی بیٹی کے بلوغت کو چھوتے ہی شادی کر دیتا ہے اور شادی کے دوسرے روز اس کا سر مونڈ دیا جاتا ہے۔ اس فرقے کی عورتوں کو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ بچے پیدا کریں۔ اس ''مہم'' کو سر کرنے کے لئے یہودی اداروں کی طرف سے شادی شدہ عورتوں کو مالی امداد بھی فراہم کی جاتی ہے۔ اس کے باوجود یہ بات درست نہیں ہوگی کہ امریکی یہودی شیطان کا نمائندہ اور فساد کی جڑ ہے۔ امریکہ میں بہت سے لوگ ایسے ملیں گے جو کہ یہودیوں کو اپنا محسن کہیں گے۔ ایسے لوگوں میں کولمبیا یونیورسٹی کے ایک بہت بڑے مسلمان محقق (ڈاکٹر محمد اکرم) بھی ہیں۔ ان کا تعلق پاکستان کے شہر فیصل آباد سے ہے۔ تین دہائیاں قبل جب نیویارک پہنچے تو ہر طرح سے تہی دست تھے۔ ایسے میں ان کی دستگیری ایک یہودی نے کی، جس کے تعاون اور اعانت سے اس پاکستانی مسلمان نے نہ صرف سائنس میں ڈاکٹریٹ کی، بلکہ آج وہ امریکی محققوں میں ایک باعزت سائنسدان کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ ☆☆

نیا کوائف نامہ مدارس کو ہراساں کرنے کا اقدام ہے، مدارس وصول نہ کریں

کوائف نامہ صدر مشرف کے اعلان اور وفاق کے بغیر براہِ راست
مدارس کے خلاف کاروائی نہ کرنے کی خلاف ورزی ہے، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس

اتحاد تنظیمات مدارس و وفاق المدارس پاکستان کے ناظم اعلیٰ قاری محمد حنیف جالندھری نے کہا ہے کہ حکومت کی طرف سے مدارس کی معلومات کے حصول کے لئے بھیجا گیا کوائف نامہ صدر جنرل پرویز مشرف کے اعلان اور ہماری طے شدہ باتوں کی سراسر خلاف ورزی ہے یہ مدارس کو ہراساں کرنے کا اقدام ہے، مدارس ایسے کوائف نامے کو وصول نہ کریں انہوں نے روزنامہ اسلام سے خصوصی گفتگو کے دوران کہا کہ صدر جنرل پرویز مشرف سے اتحاد تنظیمات مدارس کے وفد کی ملاقات کے دوران یہ طے کیا گیا تھا کہ حکومت مدارس کے کسی بھی معاملے میں وفاق کو اعتماد میں لے گی اور براہِ راست مدارس کے خلاف کارروائی یا معاملہ نہیں کرے گی، اب حکومت کی طرف سے بھیجا گیا کوائف نامہ ان طے شدہ باتوں کی سراسر خلاف ورزی ہے اور ایسے اقدامات مدارس کو ہراساں کرنے کے لئے کئے جا رہے ہیں، انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ اہل مدارس ایسے کوائف نامے وصول نہ کریں بلکہ جو لوگ ان کو کوائف نامے دے رہے ہیں انہیں بتا دیں کہ یہ وفاق المدارس کی طرف بھیجیں، مدارس کو ان کے کوائف ناموں کی ضرورت نہیں۔